اعتقاد کو بھی ساتھ ہی ساتھ نباہتے جاتے ہیں آپ نے محمد ﷺ کو ذاتِ الٰہی کا ایک جزء ثابت کرنے کیلئے ایسے دلائل مہیا فرمادئے ہیں کہ اگر کوئی ان کے قول میں تاویل کرکے قرآن وحدیث سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش بھی کرے تو اُس کے چھکّے چھوٹ جائیں۔ ملاحظہ ہو:

و زمین و زمان را بطفیل او خلق فرمودہ است کما وَرَدَ باید دانست کہ خلقِ محمدی در رنگِ خلقِ سائرِ افرادِ انسانی نیست بلکہ بخلقِ ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم با وجودِ نشأ عنصری از نورِ حق جلّ وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقتُ مِن نُورِ اللہِ و دیگران را این دولت میسر نشدہ است

(فوٹو: مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی صفحہ ۷۴، ۷۵ دفتر سوم حصہ نہم مکتوب نمبر ۱۰۰ (فارسی))

ترجمہ اردو: اور زمین و آسمان کو آپ ہی کی طفیل پیدا فرمایا ہے۔ کما ورد۔

جاننا چاہیئے کہ پیدائش محمدی تمام افرادِ انسان کی پیدائش کی طرح نہیں۔ بلکہ افرادِ عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالےٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے خُلِقتُ مِن نُورِ اللہِ (میں اللہ تعالےٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں) اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔

(فوٹو: ترجمہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی صفحہ ۲۶۶ مترجم حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم سلمہ ربہٗ)

جابر رضی اللہ عنہ سے منسوب اس موضوع روایت کے ذریعہ کس چابکدستی کے ساتھ مجدّد صاحب نے نبی ﷺ کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات کی شرکت ثابت فرمادی اہل کتاب نے بھی اپنے رسولوں کے لئے اس بات کی کوشش کی تھی مگر وہ نطفہ کا واسطہ لانے پر مجبور ہو گئے ہمارے اِن بزرگ نے کچھ اس طرح بلاواسطہ اور براہِ راست ذات کی شرکت کا ثبوت بہم پہنچایا کہ عقل حیران ہے۔ پھر مجدّد صاحب نے وحدت الشہود کے ماتحت اپنا فنافی اللہ ہونا کچھ اس شان سے واضح فرمایا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ ذاتِ الٰہی سے متّصل ہو کر انسانیت کی اِبتداء اور انتہا کا جو نظّارہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے کیا ہے وہ سُننے اور

یاد رکھنے کے لائق ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

> اس
> فقیر کو بھی اللہ کے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے سے بعض اوقات یہ حالت پیش آئی ہے۔ اور میں نے ملائکہ کو عینِ سجود کی حالت میں پایا ہے جو وہ حضرت آدم علیہ السلام کو کر رہے تھے، کہ ابتک انھوں نے سجدہ سے سر بھی نہیں اٹھایا تھا۔ اور ملائکہ عِلیین کو جنھیں سجدہ کا حکم نہیں دیا گیا تھا اُن سجدہ کرنے والے فرشتوں سے الگ دیکھا کہ وہ اپنے مشہود (جس کا وہ مشاہدہ کر رہے تھے) میں فنا اور غرق ہیں۔ اور وہ تمام حالات جن کا آخرت میں وعدہ فرمایا گیا ہے، وہ سب اسی آن (گھڑی) میں دکھائی دیئے۔ چونکہ اس واقعہ پر ایک مدت گذر گئی ہے۔ اس لئے میں نے احوالِ آخرت کی تفصیل بیان نہیں کی۔ کیونکہ مجھے اپنے حافظہ پر اعتماد نہیں رہا ہے۔

(فوٹو: ترجمہ مبداء و معاد صفحہ ۱۸۸، ۱۸۹ مصنفہ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی صاحب مترجم مولانا زواری صاحب)

اللہ اللہ، ایک بات تو یہ ہوئی کہ فرشتے تخلیق آدم کے وقت سے لے کر مجدّد صاحب کے زمانے تک سجدہ میں پڑے ہوئے تھے۔ دوسری بات یہ کہ حضرت نے اپنے اس مشاہدہ کے ذریعہ قرآن کی اُن دو آیتوں کی تصحیح فرمادی جو بیان کرتی ہیں کہ سارے کے سارے فرشتے سجدہ ریز ہو گئے ایک بھی پیچھے نہ رہا۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ

پس سجدہ کیا ملائکہ نے اور سب کے سب نے (الحجر آیت ۳۰ اور سورۃ صٓ آیت ۷۳)

مجدد صاحب نے بتا دیا کہ ملائکہ علّیین حضرت آدم کو سجدہ کرنے والے ملائکہ میں شامل نہ تھے، ان کو میں نے بچشمِ سر دیکھا ہے اور شُنیدہ کے بود مانندِ دیدہ، ایک یقینی بات ہے۔ پھر شاباش ہے اس کو جو اس حیات دنیا ہی میں غیب کا عینی مشاہدہ کر لے۔ جنّت و دوزخ، حُور و غلمان اس کی نگاہ کے سامنے ہوں۔ اور قابل قدر ہے وہ ذات جس کے سہارے محمد ﷺ کو ایک الف (ہزار) سال بعد یعنی

الف ثانی میں عروج حاصل ہوا ملاحظہ فرمائیے:۔

حقیقتِ کعبہ کے مقام میں حقیقتِ محمدی کا عروج

جاننا چاہیئے کہ جس طرح کعبہ کی صورت چیزوں کی صورتوں کی مسجود ہے۔
اسی طرح حقیقتِ کعبہ اُن چیزوں کی حقیقتوں کی مسجود ہے ۔ اور میں ایک عجیب بات کہتا ہوں، جو اس سے پہلے نہ کسی نے سنی اور نہ کسی بتانے والے نے بتائی، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے صرف مجھے بتائی اور صرف مجھ پر الہام فرمائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ آں سرورِ کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوات و التسلیمات کے زمانۂ رحلت سے ایک ہزار اور چند سال بعد ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے کہ حقیقتِ محمدی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقتِ کعبہ کے مقام میں (رسائی پا کر اس کے ساتھ) متحد ہو جائے گی۔ اس وقت حقیقتِ محمدی کا نام حقیقتِ احمدی ہو جائے گا۔ اور وہ ذاتِ "احد" جل سلطانہ کا مظہر بن جائے گی۔ اور دونوں مبارک نام (محمد واحمد) اس مسمّٰی (مجموعۂ حقیقتِ محمدی وحقیقتِ کعبہ) میں متحقق ہو جائیں گے۔ اور حقیقتِ محمدی کا پہلا مقام (جہاں وہ اس سے پہلے تھی) خالی رہ جائے گا اور وہ اس وقت تک خالی ہی رہے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں ۔ اور نزول فرمانے کے بعد شریعتِ محمدی علیہا الصلوات والتسلیمات کے مطابق عمل فرمائیں۔
اس وقت حقیقتِ عیسوی اپنے مقام سے عروج کر کے حقیقتِ محمدی کے اس مقام میں جو خالی چلا آرہا تھا استقرار پائے گی۔ (یعنی قیام پذیر ہو جائے گی۔)

(فوٹو: ترجمہ مبداء ومعاد صفحہ ۲۰۵،۲۰۶ مترجم حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددی مدظلہ العالی)

زندہ باد۔ کیا خوب حقیقت محمدی ﷺ کو عروج حاصل ہوا۔ اُس نے اپنے مقام سے عروج کیا اور حقیقتِ کعبہ کے مقام میں (رسائی پا کر اُس کے ساتھ) متّحد ہو گئی۔ اور اس وقت حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو گیا۔ اور وہ ذاتِ اَحد، جلّ سلطانہ کا مظہر بن گئی اور دونوں نام (محمد و احمد) اس مسمّٰی (مجموعہ حقیقتِ محمدی و حقیقتِ کعبہ) میں متحقق ہو گئی اور حقیقت محمدی کا پہلا مقام جہاں وہ عروج سے پہلے تھی خالی رہ گیا۔ اب قیامت کے قریب عیسٰی علیہ السلام نزول فرما کر اس خالی جگہ کو پُر کریں گے۔ حضرت سمجھے بھی کچھ کہ کیا کہا۔ مجدّد الف ثانی صاحب کا اصلی نام احمد تھا اور یہ سارا عروج و زوال اسی ایک نام کے گرد چکّر کاٹ رہا ہے۔ حسنِ اتفاق دیکھیئے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) ہی کو یہ راز بتلایا اور اس سے پہلے کسی اور پر ظاہر نہ کیا۔ اور دوسرا حُسنِ اتفاق یہ کہ نبی ﷺ کے ایک ہزار چند سال بعد جو ہستی عالمِ وجود میں آئی وہ یہی بابرکت ذات احمد سرہندی مجدد الف ثانی صاحب کی ذات تھی۔ اب آپ ہی زحمت فرمایئے اور کبرٰی و صغرٰی ملا کر حقیقتِ احمدی کے سچے واقف کار بن جایئے۔ میرے طائر خیال کے تو پَر جل جائیں گے۔ مجّدد الف ثانی کے بعد شاہ ولی اللہ صاحب، اُن کے والد شاہ عبد الرحیم اور تایا ابو الرضا محمد صاحب، غرض پورا خاندان ولی الٰہی نظریۂ وحدۃ الوجود و وحدت الشہود کا قائل ہی نہیں بلکہ علمبردار رہا ہے۔ اُن سب کا کہنا یہ ہے کہ اگر ہم مسئلہ وحدت الوجود کو ثابت کرنا چاہیں تو قرآن وحدیث کے تمام نصُوص وظواہر سے اس کا اثبات کر سکتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے شاہ اسمٰعیل شہید صاحب بھی اس مسئلہ کے اس قدر دلدادہ تھے کہ اس کے اثبات کے لئے "عبقات" جیسی کتاب لکھ ڈالی جو شروع سے لے کر آخر تک اسلامی عقائد کی نفی پر مشتمل ہے اور اپنے پیر سید احمد شہید کے املا پر "صراط مستقیم" نامی کتاب مرتب کی جو "اکتسابِ مقام اُلوہیّت" کے عملی طریقوں کی تعلیم سے پُر ہے "تقویۃ الایمان" جیسی کتاب میں بھی جو توحید کے مضامین پر مشتمل تھی وہ یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ یا عبد القادر شیئًا لِلّٰہ (اے عبد القادر اللہ کے نام پر کچھ دو) تو کہنا صحیح نہیں ہے مگر یوں کہنا صحیح و درست ہے کہ اے اللہ عبد القادر کے واسطے سے عطا فرما۔ مجبور تھے، کیونکہ یہ سب ان کے بزرگوں کی تربیت کا نتیجہ تھا وحدۃ الوجود کا عقیدہ تو انہیں ورثہ میں ملا تھا۔

ان کے دادا شاہ ولی اللہ صاحب وحدت الوجود کو اصل مانتے تھے اور فرماتے تھے کہ وحدت الشہود کا تصور آپ سے آپ وحدت الوجود کے نظریہ میں شامل ہے اور یہ بھی کہ ابن عربی نے جو وحدت الوجود کا آفاقی نظریہ پیش کیا ہے اس میں وحدت الشہود کا تصوّر موجود ہے۔ فرماتے ہیں:۔

فالمذهب الاول يسمى بوحدة الوجود والثانى بوحدة الشهود وقد وقع عندنا ان للكشفين صحيحان جميعا لكن القول بان وحدة الشهود على هذ المعنى لم يقل به الشيخ العربى سهو بل الشيخ واتباعه بل الحكماء ايضا يقولون بها	تو پہلے مذہب کا نام وحدت الوجود ہے۔ اور دوسرے کا نام وحدت شہود ہے اور ہمارے نزدیک دونوں مکاشفے صحیح ہیں۔ لیکن یہ کہنا کہ شیخ عربی نے وحدت شہودی اس معنی پر نہیں کہی۔ یہ سہو ہے بلکہ شیخ اور اتباع شیخ نے بلکہ حکماء نے بھی کہی ہے۔

(فوٹو: فیصلہ وحدت الوجود والشہود صفحہ ۷ محبوب المطابع دہلی، مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب، محدث دہلوی وتفہیمات الٰہیہ جلد ا صفحہ ۱۹)

شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد شاہ ولی اللہ کی عظمت کا بیان

شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کی بزرگی کی حکایات "انفاس العارفین" نامی کتاب میں بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک صفحہ کی حکایات اور ان کا ترجمہ پیش خدمت ہے:۔

فرشتہ کی حاضری

حضرت ایشان میفرمودند که چون فرزندم صلاح الدین بیمار شد و امید حیات وی منقطع گشت باشتراء کفن و حفر قبر امر کردم دانم بجوشید و بگو خسته نشستم و الحاح در دعا از حد گذرانیدم فرشتهٔ عیان شد و بشارت حیات و صحت داد همدران ساعت وی را عطسه آمد و حیات معاودت کرد کاتب حروف از حاضران این قصه بود۔

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۶۳ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

ترجمہ اردو:

نازِ ولایت

حضرت والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ جب فرزند عزیز صلاح الدین بیمار ہوا اور ہم نے اس کی زندگی سے ہاتھ دھو لئے تو میں نے کفن خریدنے اور قبر کھودنے کے لئے کہہ دیا۔ اچانک میرے دل میں جوش آیا اور ایک کونے میں جا بیٹھا۔ حد سے زیادہ گڑگڑا کر دعا مانگی۔ فرشتے نے آکر اس کی زندگی اور صحت کی بشارت دی، اسی دم وہ چھینکا اور اس کی زندگی لوٹ آئی۔

(فوٹو: انفاس العارفین صفحہ ۱۴۴ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب (ترجمہ سید محمد فاروق القادری ایم اے)

فرشتہ کا حاضر ہونا کوئی ایسی بات تو نہیں ہے کہ مترجم صاحب نے آخری ٹکڑے کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا کہ کاتب حروف (شاہ ولی اللہ) اس قصہ کے وقت موجود تھا۔ معلوم ایسا ہی ہوتا ہے کہ شاید شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اس فرشتہ کو دیکھا اور اُس کی بشارت سُنی۔ فرشتے تو بارگاہِ قُدس میں حاضر ہوتے ہی رہتے ہیں اگر اقدارِ مشترکہ میں سے کسی کی خدمت میں کسی نے حاضری دی تو تعجب کیسا۔ اور سُنیئے:۔

حضرت ایشان چون شصت ساله شدند. بر ایشان منکشف ساختند تقدیر بران جاری شده که ایشان را فرزند دیگر بوجود آید و از زبان بعض خواص یاران با جماع با فساد مستبشر شدند که این مولود بفلان خاص مقام خواهد رسید و اطعمه تزوج بخاطر ایشان پیدا شد چون مخدومی حضرت شیخ محمد این ماجرا دانستند لغب شدند و رانکر این مولود از فلنه که بد ایشان باشد این فقیر از بعض ثقات استماع دارد که چون این کیفیت تحقیق گشت بعض اهل نفاق و شقاق گفتند که درین عمر کتخدائی مناسب نبود حضرت ایشان این را شنیدند و فرمودند مدتی در اثنای عمر من باقی ست فرزندان بوجود خواهند آمد پس ازین هفده سال زنده ماندند و دو فرزند بوجود آمدند این فقیر هنوز متولد نشده بود که شبی حضرت ایشان نماز تهجد گذاردند و والده فقیر نیز قریب ایشان تهجد گزاردند بعد فراغ حضرت ایشان دست بدعا برداشتند و والده آمین میگفتند در میان ایشان دو دست دیگر ظاهر شدند حضرت ایشان فرمودند این دو دست فرزندیست که متولد خواهد شد بلا دعا میکند بعد ازان این فقیر متولد شد و بعد هفت سال در تهجد شریک ایشان شده به همان وضع دو دست درمیان ایشان برداشتم هذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلها ربی حقا

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۶۳ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی)

مادرزادولی

ترجمہ اردو:

حضرت شاہ ولی اللہ کی پیدائش کا قصہ

حضرت والد ماجد جب ساٹھ سال کے ہوئے تو ان پر منکشف ہوا کہ تقدیر کے فیصلے کے مطابق آپ کے ہاں ایک اور فرزند پیدا ہوگا۔ بعض خاص یارانِ طریقت سے یہ بھی سننے میں آیا کہ آپ کو بشارت دی گئی تھی کہ وہ نومولود علمی اور روحانی بلند مقامات کو پہنچے گا۔ چنانچہ آپ کے دل میں شادی کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جب مخدومی شیخ محمد نے یہ ماجرا سنا تو وہ اس کوشش میں رہنے لگے کہ یہ بچہ اُن کی لختِ جگر سے ہو۔ اس فقیر نے بعض ثقہ لوگوں سے سُن رکھا ہے کہ جب اس شادی کی بات پکی ہو گئی تو بعض مخالفین اور منافقین نے کہا کہ اس عمر میں شادی مناسب نہیں رہے گی۔ حضرت والد نے ان کی باتیں سُنی اور فرمایا کہ میری عمر کا ابھی کافی حصہ باقی ہے اور لڑکے بھی پیدا ہوں گے۔ چنانچہ آپ اس شادی کے سترہ سال بعد زندہ رہے اور دو بچے بھی پیدا ہوئے۔ فقیر (ولی اللہ) ابھی پیدا نہیں ہوا تھا کہ ایک رات حضرت والد ماجد نمازِ تہجد پڑھ رہے تھے اور میری والدہ بھی ان کے قریب تہجد میں مشغول تھیں۔ نوافل کے بعد حضرت والد نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور والدہ آمین کہتی رہیں۔ اسی اثناء میں دو اور ہاتھ ظاہر ہوئے۔ حضرت والد نے فرمایا۔ یہ دو ہاتھ ہمارے بیٹے کے ہیں جو پیدا ہوگا۔ وہ ہمارے ساتھ دعا مانگ رہا ہے۔ اس کے بعد یہ فقیر پیدا ہوا اور سات سال کی عمر میں نمازِ تہجد میں والدین کا ساتھی بنا اور اسی خواب والی وضع میں ان دونوں کے درمیان ہاتھ اٹھائے۔ وھذا تاویلُ رویایَ مِن قبلُ قد جعلھا ربّی حقا

(فوٹو: ترجمہ اردو انفاس العارفین صفحہ ۱۴۵ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب، مطبوعہ المعارف، لاہور)

حضرت یحیٰی علیہ السلام کے واقعہ کے خلاف بغیر دعا کے ۶۰ سال کی عمر میں بشارت کا ہونا کہ ایک فرزند پیدا ہوگا اور وہ فُلاں فلاں بلند مقام تک پہنچے گا (مترجم صاحب نے فارسی عبارت کا پورا ترجمہ نہیں کیا اور لکھدیا کہ علمی و روحانی بلند مقام کو پہنچے گا ظاہر ہے کہ اس ترجمہ میں علم غیب کا وہ زور نہیں جو فارسی

عبارت میں ہے) دوسری بات اس واقعہ میں یہ ہے کہ حضرت عبدالرحیم شاہ کا اسی کتاب میں یہ بیان بھی ہے کہ اس فرزند کی بشارت بختیار کا کی کی روح نے ظاہر ہو کر انہیں اس وقت دی تھی جب وہ ان کی قبر کی زیارت کو گئے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ روح نے بھی بشارت دی ہو اور انہیں خود بھی کشف ہوا ہو۔

شاہ عبدالرحیم صاحب نے یہ فرما کر کہ ابھی میری کافی عمر باقی ہے اور لڑکے بھی ہوں گے، اس کلّیہ کو ختم کر دیا کہ کسی کو اپنی عمر اور اولاد کے بارے میں کل کی خبر نہیں۔ پھر پیٹ کے بچے کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کا باہر نکل کر دعا میں اٹھ جانا حیرت انگیز سہی مگر ہے تو امرِ واقعہ۔ اس پورے واقعہ سے کیا یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ شاہ ولی اللہ سے قبل ولادت ہی کرامات صادر ہونا شروع ہوگئی تھیں اس سے بڑی کرامت آگے والے واقعہ میں موجود ہے:۔

ونیز این فقیر جنین بود در بطن امهٔ خود در ابتدا

حضرت ایشان سائلہ را نیم نان صدقہ دادند آنگاہ او را باز طلبیدند و نیم دیگر نیز دادند آنگاہ او را باز طلبیدند و نیم دیگر نیز دادند آنگاہ فرمودند این طفل کہ جنین است میگوید در راہ خدا تمام نان باید داد و روزی کہ این فقیر بغایت صغیر السن بود او را بنام اہل اللہ کمر بستند کسی از سر این کلمہ سوال کرد فرمودند اہل عصر او را دست گیر متولد خواہد شد از این من بنام او متکلم شد

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۶۳، ۶۴ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

اور شاہ ولی اللہ کا ماں کے پیٹ کے اندر سے بولنا

ترجمہ:

قبل از پیدائش شاہ اہل اللہ کی بشارت

نیز یہ فقیر ابھی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس وقت حضرت والد نے ایک بھکارن کو آدھی روٹی خیرات دی۔ وہ جانے لگی تو پھر اسے واپس بلا کر باقی آدھی بھی دے دی اور فرمایا کہ بچہ جو پیٹ میں ہے کہہ رہا ہے کہ خدا کی راہ میں ساری روٹی دینی چاہیے۔ ایک دن جب کہ یہ فقیر ابھی بہت کمسن تھا۔ حضرت والا نے اہل اللہ کے نام سے کمر کسی کر دیا۔

آواز دی ۔ ایک آدمی نے پوچھا ۔ حضرت والا کسے بلا رہے ہیں ۔ میری طرف اشارہ کر کے فرمایا اہل اللہ اس کا بھائی ہے جو عنقریب پیدا ہوگا ۔ اس کا نام خود بخود میری زبان پر جاری ہوگیا

(فوٹو: انفاس العارفین صفحہ ۱۴۵ ترجمہ سید محمد فاروق القادری ایم اے)

شاہ ولی اللہ صاحب کا اپنی ماں کے پیٹ سے اشارہ یا ارشاد اور اُن کے والد صاحب شاہ عبدالرحیم کا اِس کو سمجھ لینا اور کسی دوسرے کو معلوم نہ ہونا۔ کیا یہ واقعہ باپ اور بیٹے کی کرامات کا شاہکار نہیں ہے۔ پھر شاہ ولی اللہ صاحب کے پیدا ہونے والے بھائی کو اہل اللہ کہہ کے پکارنا اور فرمانا کہ یہ میرا بچہ اور ولی اللہ کا بھائی عنقریب پیدا ہوگا کرامت کیا معجزہ سے کم نہیں۔ سورۂ لقمان کی آخری آیات کا کیا خوب جواب دیا ہے۔

اور ملاحظہ فرمایئے:۔

میرزا محمد قلی

در لشکر اورنگ زیب رفته بود و غیبت او امتداد یافت و خبر منقطع گشت برادر او محمد سلطان بسیار محزون شد بمن التجا کرد توجه بلیغ کردم در لشکر خیمه خیمه تفحص نمودم نیافتم در اموات تجسس کردم ندیدم حوالی لشکر نظر کردم می بینم که از مرض صحت یافته است و غسل کرده و جامه شتری رنگ پوشیده بر کرسی نشسته قصد آمدن دارد با برادر او گفتم بعد سه ماه بیامد و قصه بهمین تفصیل نقل کرد

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۶۱ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

توجّہ کی کرشمہ کاری

کیا ہے جو اِن پہ عیاں نہیں

فرمایا محمد قلی اورنگ زیب کے لشکر کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ اس کے جانے پر کافی مدت گزر گئی اور اس کی طرف سے خیریت کی کوئی خبر نہ پہنچی۔ اس کا بھائی محمد سلطان بہت غمگین ہوا اور مجھ سے التجا کی۔ میں نے پوری قوت سے توجہ کی۔ جنگی لشکر کا خیمہ خیمہ چھان مارا مگر کہیں نہ پایا۔ مُردوں میں ڈھونڈا تو بھی نہ دیکھا۔ شاہی لشکر کے آس پاس نظر دوڑائی تو دیکھا کہ بیماری سے صحت یاب ہو کر غسل کیا ہے اور گیروے رنگ کے کپڑے پہن کر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور آنے

کی تیاریوں میں ہے۔ میں نے یہ سب کچھ اس کے بھائی کو بتادیا۔ چنانچہ دو تین ماہ بعد وہ آیا اور میری تمام باتوں کی تصدیق کردی۔

(فوٹو: انفاس العارفین صفحہ ۱۴۰،۱۴۱، ترجمہ قادری صاحب، شائع کردہ المعارف لاہور)

بزرگوں کی "توجہ" کی برکات کے منکروں کے لئے یہ واقعہ ایک شدید ضرب ہے۔ صحیح لکھا مترجم قادری صاحب نے کہ کیا ہے جو اُن پر عیاں نہیں۔ اب انہی محمد سلطان کا دوسرا واقعہ پیشِ خدمت ہے جو شاہ ولی اللہ صاحب کی موجودگی میں پیش آیا:

کاتب حروف گوید کہ خواجہ محمد سلطان اسپی خریدہ بود
از نظر حضرت ایشان گذرانید با تنہا طلبید و این فقیر نیز آنجا حاضر بود فرمودند اسپی خوب است اما عمر کم دارد
ویرا زنی بود سلیطہ از جہت بدزبانی او تنگ آمدہ التماس کرد چہ شود اگر آن زن فدای این اسپ گردد تبسم
فرمودند و گفتند چنین باشد گویند تا سہ ماہ نیامد کہ زنش بمرد و اسپ را فروخت نفع یافت

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ٦١ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

انسانی عمر کا حیوان کی عمر سے تبادلہ

ترجمہ کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) کہتا ہے کہ خواجہ محمد سلطان نے ایک گھوڑا لے رکھا تھا جو اس نے حضرت والد کو دکھایا۔ آپ نے اسے تنہائی میں بُلایا۔ اس وقت یہ فقیر بھی وہاں موجود تھا اور فرمایا کہ گھوڑا خوب ہے مگر اس کی عمر تھوڑی ہے۔ اس کی ایک بدزبان اور بیہودہ بیوی تھی جس سے وہ تنگ آچکا تھا۔ عرض کی کیا ہی اچھا ہو کہ اس عورت کی زندگی گھوڑے کو مل جائے۔ آپ نے متبسم ہو کر فرمایا ایسا ہی ہو جائے گا۔ تین مہینے نہ گزرے تھے کہ اس کی بیوی مرگئی اور گھوڑے کو بیچ کر خوب نفع کمایا۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین صفحہ ۱۴۱ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مترجم سید محمد فاروق القادری ایم اے)

"وحدت الوجود" کے تصوّر کے علمبردار اس بزرگ نے اپنی ہوشربا کرشمہ گری سے اس نظریہ کا حق ہونا ثابت کر دکھایا ہے ورنہ ایک عام انسان میں یہ طاقت کہاں؟ "منطق الطیر" کا علم اگر سلیمان علیہ السلام

کو دیا گیا تو یہ اللہ کا فضل ، اُس کی مہربانی تھی ۔ اب اگر کسی دوسرے کو جانوروں اور انسانوں کی عمروں کا علم مل گیا اور یہ قدرت بھی اُسے حاصل ہوگئی کہ عمر کی اس مدت میں کمی یا زیادتی کر کے عمروں میں تبادلہ بھی کرا سکے تو یہ بھی ایک فضلِ الٰہی ہے اس پر کسی کا چیں بجبیں ہونا کیا معنی ۔

اس کے بعد ارواح طیبہ کی حشر سامانی ملاحظہ فرمائیے :۔

حضرت ایشان در پھلت بودند روز عرس یکی از بزرگان آنجا رسید قوالان سرود بنیاد کردند بعد ساعتی فرمودند که روح شیخ ابوالفتح قدس سرہ ظاہر شدہ در رقص میکنند نزدیک ست که شمہ ازین معنی در اہل مجلس نیز سرایت کند لمحہ گذشتہ بود که حال اہل مجلس متغیر شد وہائے ہوئی عجیب خاست

"(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۴۸ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

اردو ترجمہ:

تاثیر جذب و رقص

حضرت والد ماجد ایک دفعہ قصبہ پھلت میں تھے ۔ عرس کے روز ایک بزرگ تشریف لائے ۔ قوالوں نے نغمہ چھیڑا ۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے ۔ شیخ ابوالفتح قدس سرہٗ کی روحانیت محفل میں آکر رقص کر رہی ہے عنقریب ان کے جذب کے اثرات اہلِ محفل پر طاری ہو جائیں گے ۔ تھوڑی دیر گزری کہ مجلس کا رنگ بدل گیا اور ہاؤ ہو کے مستانہ نعروں سے محفل گونج اٹھی ۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین صفحہ ۱۱۶ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

بزرگوں کے عرس (شادی) کے ذکر پر لوگ استہزاءً مسکرا دیا کرتے ہیں حالانکہ یہ ہمارے بزرگوں سے ثابت ہے صرف یہی نہیں بلکہ ان محفلوں میں گذرے ہوئے بزرگوں کی ارواح طیّبہ تک آکر رقص کیا کرتی ہیں اور جذب و مستی کے آثار پوری محفل پر طاری ہو جاتے ہیں اور اہلِ محفل ہاؤ ہُو کے مستانہ نعرے لگانے لگتے ہیں یاد رہے کہ یہ خواص کا رقص و سرور ہے عوام کا ناچ و گانا نہیں ۔ کیا خوب ارشاد فرمایا مولانا ابوالکلام آزاد صاحب نے اپنی کتاب "غبارِ خاطر" میں کہ فقہاء نے تشدد کر کے قضاءً غناء کو حرام کر دیا حالانکہ شرعاً یہ حرام نہیں ہے ، اور میں عرصہ دراز تک ستار سے شوق کرتا رہا ہوں ۔

(صاحب ترجمہ سے اس اردو ترجمہ میں ایک غلطی ہوگئی ہے اور وہ یہ کہ روز عرس یکی از بزرگان آنجا رسید کا ترجمہ یوں ہوگیا ہے کہ عرس کے روز ایک بزرگ تشریف لائے۔ حالانکہ اصل ترجمہ یہ ہے کہ (حضرت ایشاں پھلت میں تھے کہ وہاں کے ایک بزرگ کے عرس کا دن آپہنچا) شیخ ابوالفتح کی روح کے مقابلہ میں شیخ محمد پھلتی کی رُوح کی کارفرمائی بھی نظر میں رہنا چاہیئے:۔

حضرت ایشان چون نزدیک قبر مخدومی شیخ محمد قدس سرہٗ
می نشستند میفرمودند کہ روح ایشان در نماز بمن اقتدا میکند واز من استماع معارف می نماید یکبار باین فقیر
متوجہ شدند وبعض معارف فرمودند وبعد ازان فرمودند کہ روح ایشان گفت کہ فلانی را چیزی از معارف تعلیم
فرمائید لاجرم اینہمہ گفتہ شد

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۴۸ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

مُردے نماز میں اقتداء کریں اور رُوحیں تعلیم دیں

اردو ترجمہ:

فیوضِ اولیاء

حضرت والد گرامی جب کبھی مخدومی شیخ محمد قدس سرہٗ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھتے فرماتے کہ ان کی روح نماز میں میری اقتداء کرتی ہے اور مجھ سے معارف کسب کرتی ہے۔ ایک دفعہ اس فقیر (ولی اللہ) کی طرف متوجہ ہوئے اور بعض فیوض و معارف عطا فرمائے۔ پھر فرمایا۔ مخدومی شیخ محمد قدس سرہٗ کی روحِ پُر فتوح نے مجھے حکم دیا ہے کہ فلاں کو کچھ معارف کی تعلیم دو۔ وہ تمام میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیتے ہیں۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین مصنفہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ المعارف لاہور)

قبروں کی مجاورت سے لوگ منع کرتے ہیں اور اس کے خلاف حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل لاتے ہیں مگر اس حکایت سے صاف معلوم ہوا کہ قبر کے پاس بیٹھ کر اسرار و معارف کا مبارک اخذ و تبادلہ بھی کیا جا سکتا ہے اور یہ بھی کہ گذرے ہوئے بزرگوں کی روحیں نمازوں میں آکر زندہ بزرگوں کے پیچھے

نمازیں پڑھتی ہیں اور کبھی کوئی حکم بھی دے جاتی ہیں اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ابن نجیم نے جو کنز الدقائق کی شرح بحر الرائق میں تحریر کیا ہے کہ جو یہ مانے کے مشائخ کی روحیں حاضر بھی ہیں اور اُن کو علم بھی ہے "وہ کافر ہے" غلط فتویٰ ہے ورنہ ایسے ہزار واقعات ہمارے بزرگوں نے بیان کئے ہیں۔

وفی البزازیۃ قال علمائنا من قال أرواح المشائخ حاضرۃ تعلم یکفر

ترجمہ: البزازیہ میں ہے کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ مشائخ کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور تعلیم بھی دیتی ہیں یا اُن کو علم بھی ہوتا ہے ایسے شخص کی تکفیر کی جائے گی۔

(عکس و ترجمہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق لابن نُجیم صفحہ ۱۲۴ جلد ۵)

اس واقعہ کے بعد روح کے آنے کے بجائے جسدِ عُنصری میں بزرگ شہیدوں کا دُنیا میں آنا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی زبانی سُنیئے:۔

میفرمودند والدمن علیہ الرحمۃ شہید شدہ بودند احیانا برائی من متجسد شدند و از احوال استقبال خبر میدادند یکبار کریمہ دختر خدمت مخدومی اخوی قدس سرہ بیمار شد و بیماری او ممتد گشت این ایام در نصف النہار تنہا بحجرہ خفتہ بودم ناگاہ ایشان متمثل شدند و فرمودند میخواہم کریمہ را ببینم لیکن دران محل مستورات بیگانہ نشستہ اند آنجا رفتن بر خاطر من بسیار گران می آید این مستورات را از آنجا برخیزانید چون خبر ایشان کنانیدن ممکن نبود پردہ کشیدم پس بر سر کریمہ ظاہر شدند بوجہی کہ من میدیدم و کریمہ میدید ہیچکس دیگر نمید ید کریمہ متنبہ شد و گفت واعجبا مردم ایشان را شہید میگفتند ایشان خود زندہ اند فرمودند این را بگذار ای فرزند بیماری بسیار کشیدی ان شاء اللہ تعالیٰ علی الصباح وقت اذان فجر شفا کلی خواہی یافت این گفتند و برخاستند وراہ دروازہ گرفتند من نیز در عقب ایشان میرفتم فرمودند شما باشید آنگاہ غائب گشتند چون اذان فجر گفتہ شد روح کریمہ مفارقت کرد

(فوٹو: انفاس العارفین صفحہ ۴۷ مجتبائی۔ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب)

شہید کا جسدِ عنصری کیساتھ اس دُنیا میں واپس آنا اور غیب کی خبر دینا

اردو ترجمہ:

علوم اولیاء

فرمایا کہ میرے والد شہید شہادت کے بعد کبھی کبھار ظاہری شکل و صورت میں مجسم ہو کر میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور حال و استقبال کی خبریں سُنایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مخدومی برادر گرامی کی دختر کریمہ بیمار ہو گئی۔ اس کی بیماری نے طول پکڑا۔ انہی ایام میں ایک دن تن تنہا میں اپنے حجرے میں سو رہا تھا کہ اچانک والد شہید تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ کریمہ کو ایک نظر دیکھ لوں لیکن اس وقت گھر میں بہت سی دوسری مستورات آئی ہوئی ہیں۔ ان کی موجودگی میں وہاں جانا طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔ تم ان مستورات کو ایک طرف کر دو تاکہ میں کریمہ کو دیکھ لوں! چونکہ اس وقت ان مستورات کا وہاں سے اُٹھانا خلاف مصلحت تھا اس لئے میں نے ان کے اور کریمہ کے درمیان پردہ لٹکا دیا، اس کے بعد وہ اس طرح ظاہر ہوئے کہ کریمہ اور میرے علاوہ انہیں اور کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ کریمہ نے انہیں پہچان لیا اور کہا۔ عجیب بات ہے لوگ تو ان کو شہید کہتے ہیں حالانکہ یہ زندہ ہیں۔ فرمانے لگے۔ بیٹی! اس بات کو چھوڑ دو! تم نے بیماری میں کافی تکلیف برداشت کی ہے۔ انشاء اللہ کل صبح کی اذان کے وقت تمہیں مکمل نجات مل جائے گی۔ یہ بات فرما کر اٹھے اور دروازے کے راستے باہر نکلے۔ میں بھی ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ فرمایا۔ تم ٹھہرو! اور پھر غائب ہو گئے۔ دوسرے روز فجر کی اذان کے وقت کریمہ کی رُوح پرواز کر گئی اور اس نے ہر قسم کی تکلیف سے نجات حاصل کر لی۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶ مترجم القادری ایم اے)

اللہ اللہ کیا شان ہے کہ اس پورے خاندان کی پانچ پانچ پُشتیں اسی ایک اصلی رنگ کی مالک ہیں۔ ایک طرف شاہ ولی اللہ کے والد اور دادا، اور دوسری طرف بیٹے اور پوتے اسمٰعیل شہید۔ اس واقعہ کے ذریعہ کیسے صریح الفاظ میں واضح فرما دیا کہ یہ جو سورۃ المومنون میں آیا ہے کہ وَ مِنْ وَّرَائِهِمْ بَرْزَخٌ" اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (مرنے والوں اور اس دنیا کے درمیان قیامت تک کے لئے ایک آڑ ہے) اس کی

حیثیت ایک " بداء " سے زیادہ کچھ نہیں ۔ اسی طرح صحیح مسلم میں جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ شہداءِ اُحد جب جنّت میں داخل کر دیئے گئے اور وہاں ہر طرح کا عیش و آرام انہوں نے پالیا تو مالک نے اُن سے کہا کہ کچھ اور چاہیئے اس پر شہداء نے جواب دیا کہ مالک ہر چیز مل گئی ۔ ہر وعدہ پورا ہو گیا ۔ لیکن مالکِ ارض وسماء کا اصرار برابر باقی رہا ۔ یہاں تک کہ جب ان شہداء نے محسوس کر لیا کہ جب تک ہم کچھ طلب نہ کریں گے پروردگارِ عالم ہم سے برابر دریافت فرماتا رہے گا تو انہوں نے درخواست کی کہ مالک ہمیں ایک بار پھر دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ ہم پھر جہاد کر کے شہید ہوں ۔ اس جواب کے بعد مالک نے مزید اصرار نہ فرمایا اور جان لیا کہ اُن کو کسی چیز کی بھی حاجت نہیں ہے ۔ (لیکن یہ نہیں کیا کہ اپنی سنت کو بدل کر انہیں دنیا میں پھر واپس بھیج دیتا کیونکہ قرآن میں اُس کا فیصلہ ہے کہ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ (یعنی مرنے والے دنیا والوں کی طرف واپس نہیں لوٹ سکتے) شاہ ولی اللہ صاحب کے شہید دادا کی واپسی کے اس صریح واقعہ نے تو قرآن کے اس کلّیہ کو بھی ختم کر دیا ۔

شاہ صاحب کی اتباع میں حکیم الامّت اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی اپنے شہید پردادا کی شہادت کے بعد اُسی رات اپنی پردادی کے پاس مٹھائی لے کر آنے کے واقعہ کی تصدیق فرمادی ہے
(اشرف السوانح جلد ا صفحہ ۱۲)

خیر یہ تو شہیدوں کا ذکر ہے اشرف علی تھانوی صاحب نے تو حکایتِ اولیاء نامی کتاب میں یہ تک لکھدیا ہے کہ قاسم نانوتوی صاحب بعدِ وفات جسدِ عُنصری میں دیوبند آئے اور اس وقت کے مہتمم رفیع الدین صاحب سے فرمایا کہ محمود الحسن (اسیر مالٹا) آپس کے تنازعات میں کیسے مبتلا ہو گیا ۔ رفیع الدین صاحب پسینہ پسینہ ہو گئے اور محمود الحسن صاحب کو بلا کر واقعہ بیان کیا تو انہوں نے رفیع الدین صاحب کے ہاتھ پر توبہ کی ۔

(حکایات اولیاً حکایت نمبر ۲۴۷ صفحہ ۲۸۸، ۲۸۹ مرتبہ حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب)

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے متّصل ہو جانے والے کو موت نہیں آتی وہ تو صرف نقلِ مکانی کرتا ہے ۔ اس لئے جب چاہتا ہے پھر واپس آ جاتا ہے ۔

فرشتۂ معمورِ وبار کا خدمت میں حاضر ہونا

مبشر موّکل وبا
روزی بالبعض یاران نشستہ بودم ناگاہ مردی بغایۃ طویل القامت در آمد با ہیبت تمام و در دست او کمان و چند تیر و سلام علیک گفت رد سلام کردم آنگاہ گفت ما موکلانیم بر وبا شوق ملاقات شما داشتم ازین راہ فوج ما عبور میکرد خواستم کہ شمارا ببینیم امروز از فلان جا برخاستیم و مامور شدیم کہ فلان جا برویم شمارا بشارت میدہیم کہ ہیچکس از یاران و مخلصان شما درین وبا نخواہد مرد بعد ازان سلام گفت بیرون رفت بعد ازان انتقال وبا بجائی کہ اشارت کردہ بود و سلامت مخلصان ازان بلا بظہور رسید

(فوٹو: انفاس العارفین صفحہ ۴۷، ۴۸ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

اردو ترجمہ:

موکل وبا
فرمایا ایک دفعہ میں چند احباب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک طویل القامت پُرہیبت شخص ہاتھ میں تیر و کمان لیئے ہوئے آیا اور مسنون طریق سے مجھے سلام کیا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے بتایا کہ میں وبا پر مقرر کیا ہوا فرشتہ ہوں۔ عرصے سے آپ کی ملاقات کی خواہش تھی۔ آج ہمارے لشکر نے اس علاقے سے گزر کیا ہے۔ میں نے سوچا اچھا اتفاق ہے آپ سے مل لوں۔ آج ہمیں فلاں جگہ سے کوچ اور فلاں مقام پر پہنچنے کا حکم ہے۔ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ آپ کے احباب اور معتقدین میں سے کوئی شخص بھی اس وبا میں ہلاک نہیں ہوگا۔ اس کے بعد اس نے سلام کیا اور چلا گیا۔ چنانچہ چند دنوں میں وبا بھی اس کے بتائے ہوئے علاقے میں منتقل ہو گئی اور معتقدین و احباب بھی محفوظ رہے۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین صفحہ ۱۱۶ مترجم سید محمد فاروق القادری ایم اے ملفوظات شاہ عبدالرحیم صاحب والد شاہ ولی اللہ صاحب، مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب)

دیکھا آپ نے فرشتوں کا شوقِ ملاقات اور بارگاہ قدس میں حاضری کی تمنا اور اندازِ بشارت۔ اب دوسرا واقعہ سنیئے:

میفرمودند روزی
در حجرہ تنہا نشستہ بودم جوانی متمثل شد گفت اگر خواہی الحال از دار دنیا انتقال کنی و اگر خواہی بعد، مانی گفتم
بعض کمالات ہنوز ماموں ست و نیز حصول گفت پس موت تو متاخر ست آنگاہ باز گشت بر پشت او جواہر
مرصع دیدم بشکل استدارہ و این قصہ اختصار کردہ شد

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۴۸ مجتبائی۔ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

اردو ترجمہ:

موتِ اختیاری

فرمایا ایک دن تنہا میں اپنے حجرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور مجھے کہنے لگا کہ اگر تم چاہو تو ابھی اس دنیائے دوں سے دارالآخرت کی طرف منتقل ہو سکتے ہو اور اگر چاہو تو کچھ عرصہ بعد میں نے جواب دیا۔ ابھی کچھ کمالات اور منازل حاصل کرنا باقی ہیں۔ اور میں ان کی امید میں ہوں۔ کہنے لگا۔ اچھا تمہاری مرضی کے مطابق تمہاری موت موخر کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد وہ شخص واپس ہوا۔ میں نے اس کی پُشت پر جڑے ہوئے مرصع جواہرات دیکھے۔ یہ قصہ مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین صفحہ ۱۷۱ مترجم القادری ایم اے)

نبی ﷺ کے پاس بھی فرشتہ آیا تھا اور یہ پیغام لے کر کہ آپ ﷺ چاہیں تو دنیا کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو مرحمت فرما دی جائیں اور آپ ﷺ دنیا میں رہیں۔ ہاں اگر آپ کو اپنے مالک سے ملاقات کی طلب ہو تو یہ اور بات۔ نبی ﷺ نے اپنے رب سے ملاقات کو ترجیح دی تھی۔ شاہ عبدالرحیم صاحب نے اگر کمالات کے حصول کو ترجیح دی تو اُن کی مرضی۔ لیکن ایک بات بہر حال ثابت ہو گئی کہ شاہ عبدالرحیم موت کے معاملہ میں اپنی مرضی کے مختار تھے اور فرشتے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایک ذات کے اندر اتنے بے شمار کمالات کیسے جمع ہو گئے تو اس کی وجہ بھی پیش نظر رکھئے :

فناءِ کلّی و غیبتِ تامّہ

ایسفر مود وندوقتی از اوقات فنا کلی وغیبت تامہ

دست داد دیدم کہ حق سبحانہ وتعالی بملائکہ امر فرمودہ بندہ مرا کہ فلانست بجوئید در زمین جستند نیافتند در آسمانہا تفحص کردند نیافتند در بہشت تجسس نمودند نیافتند پس حق سبحانہ خطاب کرد کہ ہر کہ در من گم شد در زمین نتوان یافت ونہ در آسمان ونہ در بہشت

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۳۶ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب)

اُردو ترجمہ:

شانِ عبدیت

والد گرامی فرماتے تھے کہ اوقاتِ عزیز میں سے ایک وقت فنائے کلی اور غیبت تام میسر ہوئی تو دیکھا کہ حق سبحانہ وتعالے نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ میرے فلاں بندے کو ڈھونڈ لاؤ۔ زمین میں تلاش کیا نہ پایا آسمانؒ چھان مارے نہ ملا۔ بہشت میں تلاش کیا نہ پایا۔ اس پر حق سبحانہ وتعالے نے فرشتوں سے خطاب کیا کہ جو بھی مجھ میں فنا ہوا وہ نہ آسمان میں ملے گا نہ زمینوں میں پایا جا سکے گا اور نہ ہی بہشت میں!

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین (اردو) صفحہ ۹۶ مطبوعہ المعارف لاہور)

معلوم ہوا کہ دراصل یہ عظمت، یہ کبریائی اسی فناءِ کلی کا نتیجہ تھی۔ یہ بات بھی نہ بھولئے گا کہ انفاس العارفین شاہ ولی اللہ صاحب کی آخری تصنیف ہے اور بقول علامہ عبید اللہ سندھی صاحب "یہ شاہ ولی اللہ کے فلسفہ اور تصوف کی روح ہے"۔ (شاہ ولی اللہ اور اُن کا فلسفہ، صفحہ ۲۱۵ مصنفہ عبید اللہ سندھی)

حضرت شاہ عبد الرحیم کی بزرگی کی داستان اس وقت تک بے رنگ رہے گی جب تک اُن کے علمِ محیط کا ذکر نہ ہو جائے۔ اس لئے "ختامہ مسک" کے پیشِ نظر یہ اظہارِ حقیقت بھی سامنے رہے۔

علمِ محیط

حضرت ایشان میفرمودند

کہ روزی وقت عصر در مراقبہ بودم غیبتی دل واقع شد وآن وقت را وسیع کردند بمقدار اربعین الف الف عام و دران مدت ہر کسی را کہ از ابتدا خلقت پیدا شدہ بود تا یوم القیمۃ و احوال و افعال ہر یک ظاہر نمودند ظن کاتب حروف آنست کہ در ذیل کلمات فرمودند کہ حروف لا الہ الا اللہ را مسافت چندین ہزار سالہ بود واللہ اعلم

(فوٹو: انفاس العارفین (فارسی) صفحہ ٣٦ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب)

علمِ کلّی اوّل و آخر

اردو ترجمہ

تصرفات وعلوم صوفیاء

والد ماجد فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عصر کے وقت میں مراقبہ میں تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہوگئی۔ میرے لئے اس وقت کو چالیس ہزار برس کے برابر وسیع کر دیا گیا اور اس مدت میں آغازِ آفرینش سے روزِ قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال وآثار کو مجھ پر ظاہر کردیا گیا۔

راقم الحروف (شاہ ولی اللہ) کا گمان ہے کہ آپ نے یہ کلمات بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ کے حروف کا فاصلہ اتنے ہزار برس کا ہے واللہ اعلم

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین صفحہ ٩٥ مطبوعہ المعارف۔ لاہور)

ترجمہ کرنے والے سید محمد فاروق القادری ایم اے صاحب بھی درازیٔ وقتِ غیبت سے دہشت میں آگئے ان کو بھی یقین نہ آیا، اسی لئے شاید "اربعین الف الف" کا ترجمہ چالیس ہزار برس کر بیٹھے ورنہ اصل ترجمہ چار کروڑ سال ہے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب نے بالکل وہی بات فرمائی جو ابن عربی اور مجدد الف ثانی صاحبان اس سے پہلے فرما گئے تھے۔ عروج کے ان واقعات کے بعد وہ واقعات بھی اپنے سامنے رکھئے جو اس قدر مشترک کے نزول سے تعلق رکھتے ہیں۔

سجدۂ تعظیمی اور نذر و نیازِ رسول اللہ ﷺ کا بیان

نبی ﷺ نے سجدہ سے کیوں منع کیا!

پیغمبر سود ند یکبارگی حضرت پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم در واقعہ دیدم چون بکمال ظہور صفات الٰہیہ در آن مظہر اتم مشاہدہ کردم بسجدہ افتادم آنحضرت انگشت بدندان گرفتند و ازین صورت منع فرمودند بارہا بخاطری آمد کہ در منع ازین صورت چہ نکتہ باشد بعد از آن معلوم شد کہ آدمی را سجدہ کردن بر دو گونہ ہست یکی باعتقاد معبودیۃ او و آن کفر ست دیگر بمشاہدۂ ظہور صفات الٰہیہ در وی و آن ممنوع ست بجہۃ مشابہۃ بکفر پس فرق را درین دو سجدہ بازین وضع منع فرمودند کہ دوّن تصریح ست

(فوٹو: انفاس العارفین فارسی صفحہ ۴۲)

سجدہ غیر اللہ کی ممانعت فرمایا ایک مرتبہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم حقیقت دیکھا۔ جب اس مظہر اتم میں صفاتِ الٰہیہ کا کمالِ ظہور مشاہدہ کیا تو سجدے میں گر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار تعجب کے طور پر انگلی منہ میں دبائی اور اس شکل سے منع فرمایا۔ بارہا دل میں آیا کہ اس صورت سے منع کرنے میں کیا نکتہ پنہاں تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ انسان کو دو طرح سے سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک اس صورت میں کہ اس کے معبود ہونے کا اعتقاد دل میں ہو اور یہ کفر ہے۔ دوسرا اس صورت میں کہ اس میں صفاتِ الٰہیہ کے ظہور کا مشاہدہ کر کے سجدہ کیا جائے اور یہ مشابہتِ کفر کی وجہ سے ممنوع ہے لہذا اس باریک فرق کی بنا پر اس وضع سے آپ نے منع فرمایا۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین صفحہ ۱۰۶)

نبی ﷺ کو بچشم حقیقت دیکھنا اور آپ ﷺ کے اندر صفات الٰہیہ کے ظہور کے کمال کا نظر آنا اس لئے آپ ﷺ کے سامنے سجدہ میں گر جانا، پھر نبی ﷺ کا اظہار تعجب (ناراضگی نہیں) اور پھر یہ

بات کہ صرف ایک باریک فرق کی وجہ سے سجدہ کا منع ہونا۔ نکتہ سنجی کی انتہاء ہے۔ فجزاہ اللہ اتم لجزاء۔

نیازِ رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میفرمودند
ایام وفات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم چیزی فتوح نشد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود فقیری
نخود بریان و قند سیاہ نیاز کردم شبی در واقعہ دیدم کہ انواع طعام نزد آنحضرت حاضر میساختند و در آن میان
آن نخود و قند نیز معروض داشتند بغایت ابتہاج و بشاشت اقبال فرمودند و آنرا طلبیدند چیزی از آن
تناول کردند و باقی در اصحاب قسمت فرمودند کاتب حروف گوید کہ مثل این قصہ از بزرگان پیشین نیز
روایت کردہ اند اما این قصہ حضرت ایشان ست بلا اشتباہ عجب نیست کہ تکرار شدہ باشد

(فوٹو: انفاس العارفین۔ فارسی صفحہ ۴۲)

حضور کی نیاز کی اشیاء کی بارگاہِ نبوی میں مقبولیت

فرمایا کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عرس مبارک کے دنوں میں ایک مرتبہ اتفاقاً خزانۂ غیب سے کچھ میسّر نہ آسکا کہ میں کچھ طعام پکاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحِ پرفتوح کی نیاز دلواسکتا۔ لہذا تھوڑے سے بھُنے ہوئے چنے اور قند پر اکتفا کرتے ہوئے میں نے آپ کی نیاز دلوادی۔ اسی رات بچشم حقیقت دیکھا کہ انواع واقسام کے طعام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کئے جارہے ہیں۔ اسی دوران وہ قند اور چنے بھی پیش کئے گئے۔ انتہائی خوشی ومسرت سے آپ نے وہ قبول فرمائے اور اپنی طرف لانے کا اشارہ فرمایا اور تھوڑا سا اس میں سے تناول فرماکر باقی اصحاب میں تقسیم فرمادیا۔ کاتب الحروف کہتا ہے کہ اس قسم کا قصہ اگلے بزرگوں سے بھی روایت کیا جاتا ہے مگر یہ قصہ بلاشبہ حضرت والد ماجد کا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ تکرار ہوگیا ہو۔

(فوٹو: ترجمہ انفاس العارفین صفحہ ۱۰۶، ۱۰۷ شائع کردہ المعارف لاہور)

کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نذر و نیازِ نبی ﷺ بھی ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہ نذر غیر اللہ ہے اب یہ ان حضرات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس حقیقت اور امر واقعہ کا جواب دیں جو شاہ عبدالرحیم صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ نبی ﷺ کو اپنی اس نیاز سے انتہائی خوشی و مسرت ہوئی اور آپ ﷺ نے خود بھی اُسے تناول فرمایا اور اپنی بارگاہ کے حاضر اصحاب میں بھی اُسے تقسیم کئے جانے کا حکم دیا۔ مترجم القادری صاحب کی بھی عنایت کہ انہوں نے "ایامِ وفات" کا ترجمہ عرس مبارک کر کے اس متنازع فیہ بات (عرس) کی فضیلت کا فیصلہ فرما دیا خاندانِ ولی الٰہی کی اُن مہربانیوں کے تذکرہ کا حق جو اس نے اس امتِ مسلمہ پر کی ہیں اُس وقت تک ادا نہیں ہو سکتا جب تک شاہ ولی اللہ صاحب کے تایا ابوالرضا محمد صاحب کا تذکرہ نہ کیا جائے خواجہ بایزید بسطامی کے تذکرہ میں ان کا ایک واقعہ پہلے آچکا ہے کہ حضرت نے رحمت اللہ موچی کو مار کر پھر زندہ کر دیا اب حضرت ابوالرضا محمد کے وسعتِ علم کا نظارہ کیجئے:۔

ونیز استماع افتاد کہ مردی از خادمان

حضرت ایشان بفعلی منکر مرتکب بود حضرت ایشان در مجالس متعددہ اورا بر شناعت فعل او بر مز و ایما تنبیہ کردند وی متنبہ نشد و از آن فعل ممتنع نگشت بعد از آن حضرت ایشان اورا در خلوت طلبیدند و گفتند ترا بارہا بتعریض متنبہ ساختم متنبہ نشدی گمان می بری کہ افعال ترا نمیدانم بخدا اگر موری در زیر ترین زمین باشد و در خاطر او صد خطرہ خطور کند من نو دو نہ خطرہ را میدانم و حق سبحانہ بتمام ما تہ عالم ست پس آن شخص توبہ کرد

(فوٹو: انفاس العارفین صفحہ ۹۴، ۹۵ فارسی۔ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

اردو ترجمہ:

روشن ضمیری

وسعتِ علوم اولیاء

سننے میں آیا ہے کہ آپ کا ایک خادم کسی بری عادت میں مبتلا تھا آپ نے اسے کئی بار اشاروں کنایوں میں تنبیہ فرمائی مگر وہ پھر بھی نہ چونکا اور نہ ہی اس عادتِ بد سے باز آیا۔ بالآخر حضرت شیخ نے اسے تنہائی میں بلا کر کہا تجھے بارہا اشاروں کنایوں سے سمجھایا مگر تو نے کوئی پرواہ نہ کی شاید تو سمجھتا ہے کہ ہم تیرے

کرتوتوں سے بے خبر ہیں۔ قسم بخدا اگر زمین کے نچلے طبق میں رہنے والی کسی چیونٹی کے دل میں بھی سو خیالات آئیں، تو ان میں سے ننانوے خیالات کو میں جانتا ہوں اور حق سبحانہ وتعالیٰ اس کے سو کے سو خیالات سے باخبر ہے۔ یہ سن کر خادم نے اپنی برائی سے توبہ کی۔

(فوٹو: انفاس العارفین (اردو) صفحہ ۲۰۵ مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی ترجمہ سید محمد فاروق القادری ایم اے مطبوعہ المعارف لاہور)

کاش حضرت کسر نفسی نہ فرماتے اور اظہار حقیقت کر دیتے کہ سو کے سو خیالات سے میں باخبر ہوں یہ ہیں دینِ اتحاد کی برکات کس میں یہ جرأت ہے کہ انکار کرے ابھی اس خاندان کی بزرگی کا تذکرہ ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا اس لئے "دُرّ الثمین" کے ڈیڑھ صفحہ کی اُن چند احادیث کو پیش خدمت کرنا چاہتا ہوں جو ان چہل حدیثوں میں سے ہیں جو شاہ ولی اللہ صاحب نے خواب کی رُو سے یا روح مکرم ﷺ کے مشاہدہ کی جہت سے جمع کی تھیں۔ بعض ان حدیثوں میں سے ایسی ہیں جو بلاواسطہ ہیں اور بعض میں ایک یا دو واسطے ہیں یا اس سے زیادہ۔ ملاحظہ فرمائیے:

بلاتبصرہ

الحدیث الخامس عشر اخبرنی والدی انہ کان مریضا فرای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال کیف حالک یا بنی ثم بشرہ بالشفاء واعطاہ شعرتین من شعر لحیتہ فتعافی من المرض فی الحال وبقیت الشعرتان عندہ فی الیقظۃ فاعطی احدھما لی عندی الحدیث السادس عشر امرنی سیدی الوالد بھذہ من الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم صلی علی محمد النبی الامی وآلہ وبارک وسلم وقال قراتھا فی المنام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستحسنھا الحدیث

پندرہوین حدیث مین نے جناب والد سے سنا کہ وہ بیمار ہوئے تو خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپنے فرمایا۔ کیف حالک یا بنی یعنی بیٹا تیرا کیا حال ہے بہر شفا کی خوشخبری دی اور دو تار موئے مبارک مدیش مکرم کے عنایت کئے اسی وقت وہ تندرست ہوگئے اور وہ دونو تار موئے مبارک جب جاگے تو موجود تھے ان مین سے ایک مجھے دیا۔ وہ میرے پاس موجود ہے سولھوین حدیث جناب والد نے مجھے فرمایا کہ درود شریف اس صیغہ سے پڑھا کرو: اللھم صل علی محمد النبی الامی وآلہ وبارک وسلم اور کہا مین نے خواب مین پڑھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

السابع عشر اخبرني سيدي الوالد قال
اخبرني شيخي السيد عبد الله القاري قال حفظت
القرآن على قاري زاهد كان يسكن في البرية
فبينا نحن نتدارس القرآن اذ جاء قوم من العرب
يقدمهم سيد هو فاستمع قراءة القاري وقال
بارك الله اديت حق القرآن ثم رجع وجاء رجل
آخر بذلك الزي فاخبر ان النبي صلى الله عليه وسلم
اخبرهم البارحة ان السيد ذهب الى البرية الا انه
لاستماع قراءة القاري هناك فعلمنا ان السيد
الذي كان يقدمهم هو النبي صلى الله عليه وسلم
قال وقد رأيته بعيني هاتين والله اعلم.

الحديث الثامن عشر اخبرني سيدي
الوالد انه اراد في ابتداء امره ان يلتزم صيام
الصيام ثم تردد في ذلك لاختلاف العلماء فيه
فتوجه الى النبي صلى الله عليه وسلم فرآه في
النوم كانه اعطاه رغيفا قال فقال ابي بكر الصديق
رضي الله عنه:

الهدايا مشترك فقل منه اليه فاخذ منه كسرة ثم
قال عمر رضي الله عنه الهدايا مشترك فقل منه اليه
فاخذ منه كسرة ثم قال عثمان رضي الله عنه الهدايا
مشترك فقلت ان قسمتم الرغيف بينكم فاي شيء
يبقى لهذا الفقير فاسكت **الحديث التاسع
عشر** اخبرني سيدي الوالد انه ركب في رمضان
الى مكان فاصابه الحر والتعب فنعس في تلك الحالة
فرأى النبي صلى الله عليه وسلم فاعطاه طعاما

نے پسند کیا۔ **سترھوین حدیث** مجھ سے بیان کیا
جناب والد نے کہ ہمین خبر دی سید عبد اللہ قاری نے کہ
مین نے حفظ کیا قرآن شریف قاری زاہد سے کہ وہ بیابان
مین رہتے تھے اس اثنا مین کہ ہم تو دورہ کر رہے تھے قرآن شریف
کی کہ ایک قوم آئی عرب کی کہ آن کا سردار آگے آگے تھا
قاری صاحب کی قراءت سُنی اور اس سردار نے فرمایا۔
بارک اللہ تعالیٰ قرآن شریف کا تم نے حق ادا کیا پھر لوٹ
گئے اور ایک اور شخص اسی صورت مین آیا اور کہا۔ کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کل شب کو فرمایا تھا ان لوگون کی
کہ تشریف لیجائینگے فلانے بیابان مین قاری کی قراءت
سُننے کو تو ہم نے جانا کہ جو سردار قوم کے آگے آگے تشریف
لائے تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا مین نے بیشک
دیکھا ہے انکو اپنی اُن دونون آنکھون سے ۔

اٹھاروین حدیث مجھ سے فرمایا جناب والد نے کہ مین نے
ابتدا طلب مین ارادہ کیا ہمیشہ روزہ رکھنے کا پھر تردد ہوا اسمین کیونکہ علماء
کا اسمین اختلاف ہے تو مینے توجہ کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مین نے
خواب مین دیکھا کہ گویا مجھے کوئی روٹی عنایت کی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
نے فرمایا:

الہدایا مشترک یعنی تحفے میل وہی شریک ہین اسمین انکے دیرو لیگیا
انہون نے اسمین سے ایک ٹکڑا لیلیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا الہدایا مشترک مین انکے سامنے لیکے حاضر ہوا انہون نے بھی
ایک ٹکڑا اسمین سے لیلیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا الہدایا
مشترک پھر مینے کہا کہ اگر روٹی تم نے آپس مین تقسیم کر لی تو اس فقیر کے
پاس کیا رہیگا تو خاموش ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۔ **انیسوین
حدیث** جناب والد نے بیان کیا کہ ماہ رمضان شریف مین
کہین جانے کو سوار ہوا اسمین گرمی و تکلیف مجھے بہت ہوئی مین سو گیا

للذين امتحنا من الارز والحلاوة والزعفران السن فاكل حتى شبع واعطاه ماء باردا فشرب حتى روى ثم استيقظ ولا جوع له ولا عطش في يلي ريح الزعفران	اوس حال مین تو زیارت ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ نے کھانا لذیذ عنایت کیا کہ چانول اور قند اور گھی سے طیار ہوا تھا۔ وہ کھایا اور سیر ہوا اور پانی سرد عطا فرمایا اُسے پیا تشنگی دفع ہوئی پھر جب جاگا تو نہ بھوک تھی نہ پیاس اور ہاتھوں سے زعفران کی خوشبو ملی آتی تھی

(فوٹو: در الثمین صفحہ ٦، ٧ مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب)

اتحاد و اتصال کی کارفرمائیاں ملاحظہ فرمائیں کہ احادیث کے سرمایہ کی کمی کس خوبی کے ساتھ شاہ صاحب نے پوری کردی۔

تحدیث نعمت

مَشْهَدٌ آخَرُ

(۳۴) مشہد۔ نور ارشادیت

رَاَيْتُ وَاَنَا طُوْفُ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ لِنَفْسِيْ نُوْرًا عَظِيْمًا يَغْشَى الْاَقَالِيْمَ وَيَبْهَرُ اَهْلَهَا وَفَطِنْتُ اَنَّ الْقُطْبِيَّةَ اَعْنِيْ الْاِرْشَادِيَّةَ اِنَّمَا يَصِحُّ بِمِثْلِ هٰذَا النُّوْرِ الَّذِيْ يَبْهَرُ وَيَغْلِبُ وَلَا يُغْلَبُ وَاِنْ مِنْ شَيْئٍ اِلَّا يَاْتِيْ عَلَيْهِ وَلَا يُؤْتٰى فَتَدَبَّرْ	میں جس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، تو میں نے اپنی ذات کے لئے ایک نور عظیم دیکھا کہ جس نے شہروں کو گھیر لیا، اور شہر والوں کو روشن کر دیا، سو میں نے سمجھا، کہ قطبیت یعنی ارشادیت اسی نور سے ثابت ہوتی ہے جو منور ہے، اور سب پر غالب ہے، کسی سے مغلوب نہیں، اور ہر ایک شئے اس کے پاس آتی ہے اور یہ کسی کے پاس نہیں جاتا،

(فوٹو: فیوض الحرمین صفحہ ۱۸۹ مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی صاحب، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)